

# محمد ﷺ محمد ان رسول

إِنَّهُمْ فَتِيَّةٌ أَمْثَلُ بِرَبِّهِمْ وَزِينَةٍ لَهُمْ فَتَدْرِي

طلبہ دین کا مقام ، آج کے دور میں اُن کا  
 ضبطِ نفس ، قوم کی اُن سے توقعات ، نیز وہ  
 ہدایات و اصلاحات جن کی روشنی میں وہ اپنی  
 افادیت برقرار رکھ سکتے ہیں ،

مصنف

مولانا ذوالفقار احمد صاحب نروری  
 استاذِ حدیث دارالعلوم قلاح دارین ترکیسر، سورت

گجرات ، ۲۹۳۱۷۰

# محمد ﷺ جمال رسول

إِنَّهُمْ فَتِيَّةٌ أَمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى

طلبہ دین کا مقام ، آج کے دور میں اُن کا  
 ضبطِ نفس ، قوم کی اُن سے توقعات ، نیز وہ  
 ہدایات و اصلاحات جن کی روشنی میں وہ اپنی  
 اقامت برقرار رکھ سکتے ہیں ،

مصنف

مولانا ذوالفقار احمد صاحب نروری  
 استاذِ حدیث دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر، سورت

گجرات ، ۳۹۳۱۴۰



## جمہای حقوق بحق مصنف محفوظ نمیش

نام کتاب	مہمان رسول ﷺ
مصنف	مولانا ذوالفقار احمد نوری
صفحات	چالیس (۴۰)
تعداد	ایک ہزار (۱۰۰۰) نمبر ۶۹۲
بار دوم	ایک ہزار (۱۰۰۰) اگست ۶۹۳
کتابت	اتشف سبحانی مالیکانول
طباعت	ہمد م پریس محمد علی روڈ مالیکانول
ناشر	مکتبہ سعیدیہ، تترکیسر ضلع سورت
باہتمام	مولانا بشیر احمد صاحب غاپنوری
قیمت	بارہ روپے (۱۲/-)





# فہرست عنوانات

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر
۴	دل کی بات	۱
۵	موجودہ دور کا نوجوان	۲
۶	اس گھپ اندھیرے میں	۳
۸	سخت محاسبہ	۴
۸	جذبات کی زبردست قربانی	۵
۹	ان اللہ لایضیع اجر المحسنین	۶
۹	منصب کا احساس	۷
۱۰	نعت کی عظمت	۸
۱۱	قوت تاثیر	۹
۱۱	ایک کلمہ فکریہ	۱۰
۱۳	ایک اہم ذمہ داری	۱۱
۱۳	کرم علمی بھی افادیت سے خالی نہیں۔	۱۲
۱۵	نسبت کی بلندی	۱۳
۱۶	منظم دارالافتاء میں قیام کے فوائد	۱۴
۱۸	غیر منظم دارالافتاء میں قیام کے نقصانات	۱۵
۲۲	چند ضروری ہدایات	۱۶
۳۳	قوم کی ذمہ داری	۱۷
۳۳	دارالعلوم میں تدریس کرنے والوں کیلئے منتخب کتب	۱۸
۳۶	مکتب میں تدریس، مساجد میں امامت یا عوام میں تبلیغی خدمات	۱۹
۳۸	انجام دینے والوں کے لئے منتخب کتابیں۔	۲۰
۳۹	بعض پسندیدہ مصنفین	۲۱
۴۰	نعت شریف	۲۲
	نعت شریف	۲۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## دل کی بات

یہ چھوٹا سا کتابچہ مہمانِ رسولؐ آپ کے سامنے حاضر ہے،  
 دل کے گہرائی سے بار بار یہ خیال ابھرتا رہا کہ طلبہ عزیز سے  
 کچھ دل کی باتیں کہی جائیں ان کا مقام لوگوں کے سامنے  
 لایا جائے ان کے ضبطِ نفس اور جانفشانی کو اجاگر کیا جائے  
 نیز ان کے اس رزق سے بے پناہ محبت سے پرواز میں  
 کوتاہی آتی ہے مگر ہمت نہیں ہوتی تھی پھر خیال  
 ہوا کہ اپنی برادری سے برادری کا ایک فرد ہونے کے  
 ناطے دل کی بات نہ کہنا ان کو اپنا نہ سمجھنا ہے اس  
 لئے جرات کر کے کچھ معروضات قلمبند کرنے کی جسارت  
 کر لی ہے جس کا منشاء طلبہ عزیز کو جو در حقیقت مہمانِ  
 رسولؐ ہیں اپنے باطنی سرمایہ پر مطلع کرنا اور نفسِ  
 شیطان کے فریب سے بچانا ہے، اللہ تعالیٰ توفیق بخشنے۔  
 آمین۔

ذوالفقار احمد نوری

خادمہ دارالعلوم و فلاح دارین

ترکیسر، سورت، گجرات، انڈیا

۳ نومبر ۱۹۶۲ء



## مہمانِ رسول

موجودہ دور کا نوجوان؟ آج کی دنیا ٹی وی، ویڈیو کی دنیا ہے، آج ناچ گانوں کے ماہرین کو جو انعامات دیے جا رہے ہیں یا ان کے ساتھ جو لپچی اور لگاؤ ہے اور ان کو دیکھنے، سننے اور پڑھنے کا جو شوق پیدا ہو رہا ہے اس کی مثال پھلے کسی زمانہ میں نہیں ملتی۔ کسی ملک کے بڑے سے بڑے صدر کو دیکھنے سننے کا وہ خوش و خروش نہیں ہے جو کسی فلمی اداکار و گلوکار کے لئے پایا جاتا ہے۔

داڑھی صاف، موچیں دراز، بازاروں میں مگرگشتی، ہوٹلوں میں گپ شپ بات بات پر فحش گالیاں، دوستوں کے گے یا کمر میں ہاتھ کسی بوڑھے اپنا بچ یا مذہبی آدمی کو دیکھ کر اس کا مذاق، لڑکیوں کو پھیرنا، سیٹی بجانا، گانا گانے لگنا، ریلوں میں بلا ٹکٹ سفر، ٹکٹ مانگے پر ٹی سی کو مار پیٹ، ریل کی زنجیر کھینچ کر بلا وجہ بار بار دکنا، ریلوے پر اپنی کو نقصان پہنچانا، جگہ ہونے کے باوجود کسی کو ڈبے میں نہ گھسنے دینا، اگر کسی جگہ لائن لگا کر کھڑا ہونے کو کہا جائے تو لائن توڑ کر آگے گھسنے کی کوشش کرنا، منع کرنے پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جانا، یونیورسٹیوں میں لیکچراروں اور پروفیسروں کو دھمکی دینا، ان کے خلاف پوسٹر لگانا، کسی کا گھبراؤ کرنا، کالج اور یونیورسٹیوں میں پرانے اسٹوڈنٹس کانے، اسٹوڈنٹس کیساتھ ریگنگ امتحانات میں چاقو کی نوک پر نقل، امتحان کے پیپر آؤٹ کرنا، امتحانات کا بائیکاٹ، قومی فسادوں میں حصہ لینا، پولس کو پریشان کرنا، اپنے گھر میں وہ شور و غل کروڑ تو کوئی سوکے اور نہ لکھنے پڑھنے کا کام کر سکے، نہ کوئی بیمار سکون پاسکے، پتنگ اڑانا، اس کے لئے دوسروں کے گھروں کی چھت پر چڑھنا، کسی کی بے پردگی کی پرواہ نہ کرنا۔

کسی شادی میں جائیں تو بلا لڑے واپس نہ آئیں، دوسرے کی تقریب کو کامیاب نہ ہونے دیں، ماں باپ کیلئے مصیبت، اولاد سے مجرمانہ غفلت، بیوی مکمل داسی، جبر و قہر کی شکار، جواش، گانجا بھنگ، سگریٹ، پان بیٹری شراب، نشہ آور گولیاں لینا، رات کو دیر سے گھر لوٹنا، صبح دیر سے سو کر اٹھنا، رقابت میں کسی کو قتل کر دینا، چاقو دستی، ہم حیب میں رکھنا، دن بھر کی محنت مزدوری کے بعد گاڑے پسینے کی کمائی کو جوئے شراب، سٹے یا سینما میں برباد کرنا، امتحان میں بار بار فیل ہونا، ماں باپ کی غربت دیکھتے ہوئے بھی ان سے بڑے بڑے مطالبات کرنا، کسی کام میں ان کا ہاتھ نہ بٹانا بلکہ ان سے خود اپنی خدمت لینا، اسکولوں سے بھاگ جانا، نہ نماز نہ روزہ نہ تلاوت سولے عیدین کے کبھی نماز کا نام نہ لینا، بلکہ اسلامی عبادات یا عقائد کے بارے میں ایسے کلمات ادا کرنا جن سے کفر لازم آتا ہے۔ اسلام مخالف لٹریچر سے دلچسپی لینا، یہ ہے آج کل کے اکثر نوجوانوں کی زندگی کی ایک جھلک، جس کو ہر شخص کی آنکھ دیکھ رہی ہے، کان سن رہے ہیں مگر زبان کھولنے کی جرأت کرنا موت کو دعوت دینا ہے۔

ایک یہ آزادانہ اور اپنی دانست میں خوشیوں بھری زندگی ہے، نہ کوئی روک نہ ٹوک، جو چاہے کرو، جو چاہے دیکھو، جہاں چاہے جاؤ، جو چاہو کھاؤ پیو، مزہ می مزا، ماں باپ عاجز، حکومت بے بس، گویا دنیا اپنی چاہتوں، خواہشوں اور نفس کی اتباع اور مسرتوں کو حاصل کرنے کی جگہ ہے، جس میں کوئی روک ٹوک گوارا نہیں۔ گویا زندگی نام ہے عیش و آزادی کا نہ کہ پابندیوں کا۔

اس گھانپے پیرے میں فتنہ امنوا بر بہرہ روز دنیا ہمدرد؛ اس شور شراب سے بھری دنیا اور کھیل کود میں مست عالم اور آزادیوں اور مسرتوں سے سرشار جہاں میں کچھ وہ نوجوان بھی ہیں جو دینی مدارس میں پڑھتے اور دارالاقامہ میں رہتے ہیں، یہ عموماً



بڑی عمر کے طالب علم ہوتے ہیں، اس عمر کے سارے جذبات اور تقاضے ان کے ساتھ بھی ہوتے ہیں مگر ان کو ضبط نفس، سنجیدگی، سادگی، اکرامِ اساتذہ، احترام، انسانیت، ذمہ داری کا احساس، ایثار، تواضع، حسن خلق، خدمتِ خلق، فکرِ آخرت، یکسوئی، جوانفشاری اور قناعت کی تعلیم دی جاتی ہے۔

ان کی تربیت اس طرح کی جاتی ہے کہ یہ نہ سرپر بال رکھا سکتے ہیں نہ پینٹ شرٹ پہن سکتے ہیں، نہ فیشن اختیار کر سکتے ہیں، نہ ڈاڑھی منڈھا سکتے ہیں نہ مونچھیں بڑھا سکتے ہیں، نہ بیڑی سگریٹ پی سکتے ہیں نہ سینا جاسکتے ہیں، نہ ٹی ڈی، وی ڈیو دیکھ سکتے ہیں، نہ ٹخنے نیچے پا جامہ یا لنگی پہن سکتے ہیں، نہ اونچا کرتا پہن سکتے ہیں، نہ ٹانگ وڑا کر سکتے ہیں، نہ مرد و عورت کے مخلوط مجمع میں جاسکتے ہیں، نہ میلے، نمائش گاہوں اور بابے گلے کی محفلوں میں شرکت کر سکتے ہیں، نہ نیکر چدھی پہن کر لوگوں کی سامنے آ سکتے ہیں، نہ استاد کے سامنے زور سے بول سکتے ہیں، نہ درس گاہ میں شور کر سکتے ہیں۔ استاد نے ان کو سنواری ہو تب بھی یہ ان سے مصافحہ کرتے ہیں، ان کے پاس جاتے ہوئے ان کے جوتے سیدھے کر کے جاتے ہیں، ان کی خدمت کرتے ہیں، ان کی تنبیہ کو اپنے لئے نعمت سمجھتے ہیں، نہ گالی سکتے ہیں نہ فحش رسالے پڑھتے ہیں، نہ کوئی گندی کتاب دیکھ سکتے ہیں، نہ بازار و دلدل میں چلتے پھرتے کھا سکتے ہیں نہ نماز و روزہ چھوڑ سکتے ہیں، نہ ہونٹوں پر گچ شپ لگانے کیلئے جاسکتے ہیں، نہ ہاتھ پر مہندی لگا سکتے ہیں، نہ ٹھاٹھاٹھاٹ سے شادی رچا سکتے ہیں، نہ گلے بجلانے والی شادی میں شریک ہو سکتے ہیں، نہ اکڑ کر چل سکتے ہیں، نہ چوراہوں اور شاہراہوں پر ملاوٹ کھڑے ہو کر دقت گزار سکتے ہیں، نہ بلا ٹکٹ سفر کر سکتے ہیں، نہ لڑ بھڑ سکتے ہیں، نہ مسافر وں کو رستا سکتے ہیں، یہ سب ان کو اس طرح سکھایا جاتا ہے کہ یہ سب



عادتیں ان کی طبیعت ثانیہ بن جاتی ہیں۔

سخت محاسبہ : ان کا یہ محاسبہ صرف ان کے اساتذہ ہی نہیں کرتے بلکہ سماج کا ہر فرد ان کا محاسب ہے، ان کی معمولی بھول پر ان کی گرفت کی جاتی ہے، عار دلائی جاتی ہے، خلاف کرنے پر نہ ان کے اساتذہ ان سے خوش نہ سماج ان کی کوئی عزت کرتا ہے، لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں، وہ بے عزت و رسوا ہو جاتے ہیں کوڑکے لوگ چلبے جتنی خرافات اور جرائم میں مبتلا رہیں مگر یہ طبقہ خلاف شرع اگر تھینک بھی دے تو ایک ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے۔

جذبات کی زبردست قربانی : ظاہر ہے کہ اپنی زندگی کو بظاہر اتنی جکڑ بندیوں کے حوالے کر دینا معمولی دلتے کی قربانی اور معمولی درجے کا ضبط نفس نہیں ہے۔ کیا یہ لوگ اس راستہ کو چھوڑ کر اپنے لئے وہ راستہ اختیار نہیں کر سکتے تھے جو آزادی کا راستہ تھا؟ کیا یہ کوئی تجارت یا نوکری کر کے باعیش اور بے قیدہ کمزنگی کی وہ مسرت حاصل نہیں کر سکتے تھے جو آبجکا ہر نوجوان حاصل کر رہا ہے اور اس کو اپنی معراج سمجھ رہا ہے، مگر اس جماعت نے اپنے لئے کاشوں بھرا راستہ چن لیا ہے، دنیوی نام نہاد ساری خوشیوں مسرتوں، کھیل تماشوں اور آزارانہ زندگی کی بہاروں کو چھوڑ کر ایک محدود، یکسو اور کمزنگی تعلق مع اللہ اور انابت الی اللہ، اتباع رسول والا راستہ اختیار کیا ہے اور اپنی دنیا و آخرت کی کامیابی اسی میں سمجھی ہے، وہ صرف اپنے لئے نہیں پوری امت کیلئے جیتے ہیں۔ اللہ کے بندوں کو اللہ کا مطیع بنانے کی فکر انہوں نے اوڑھ لی ہے اللہ کی خاطر وقتی عیش کو تھوڑا دیا ہے، اپنے رشتہ داروں اور دنیا کے لوگوں کے طعنے برداشت کئے ہیں مگر اللہ اور رسول کا دامن چھوڑنے کیلئے تیار نہیں تو کیا اس ہمہ گیر قربانی پر خدا تعالیٰ کو پیار نہ آتا ہوگا؟ کیا یہ رات کی بیداریاں، سحر خیزیاں، تلاوتیں، نمازیں، سادہ لباس، سادہ غذا، قناعت

صبر، سکون، فکر آخرت میں مگر یہ وزاری اسکے لئے جدوجہد دینی تعلیم کے لئے ہر قسم کے مصائب برداشت کرنا بیکار ہو جانا، قوم کی گالیاں کھا کر ان کی خدمت کرنا، اپنا عیش و تنج کر دوں کے سکھ کے لئے مارا مارا پھر نابے قدری کا شکار ہو جائے گا؟ نہیں ہرگز نہیں۔

**ان اللہ لا یضیح اجر المحسنین** : ہمارا ایمان ہے کہ کسی کا عمل اور قربانی رائیگاں نہیں جاتی، قدرت کی آنکھیں اپنے محبوب بندوں کی ساری ادائیں دیکھ رہی ہیں، ان کی بے چینی، فکر، جدوجہد اور تڑپ و سوز سب اس کیساتھ ہے وہ ایک ایک ادا کا ایسا بھرپور بدلہ دینے والا ہے کہ دنیا کی ساری نعمتیں مل کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ جو لوگ اپنا سارا حصہ دنیا میں وصول کرنے کی فکر میں اندھے بنے ہوئے ہیں وہ بنے رہیں مگر جن لوگوں نے دنیا کی حقیقت اور انسان کی پیدائش کے مقصد کو سمجھ کر خدا کو خوش کرنے اور اس کی مرضیات کو حاصل کرنے کے لئے اپنے تن و من و دھن کی بازی لگا رکھی ہے آج دنیا چاہے انکو بنیاد پرست، رجعت پسند، جنگی، بیوقوف، خام خیال اور دنیائوں بختی رہے مگر حقیقت میں یہ ہی فرزانے ہیں، انہوں نے کائنات کے راز کو سمجھا ہے، ان کو جو چین اور سکون حاصل ہے اور آئندہ جو حاصل ہونے والا ہے اہل دنیا کو اسکی ہوا بھی نہیں لگی۔ بلکہ اگر ان کو اس دولت کا علم ہو جائے تو وہ ان سے جنگ کر کے اس دولت کو حاصل کرنے کی کوششیں کریں مگر ان کو شعور ہی نہیں ہے کہ کیسی نعمت یہ لوگ اس گوشت و تنہائی اور کہنی زندگی میں لے بیٹھے ہیں۔

**مَنْصِبٌ كَاِحْسَاسٍ** : کاش کہ دینی مدارس کے عزیز طلبہ اپنے اس مقام منصب اور مرتبے سے آگاہ ہو جائیں، کاش کہ ان کو اس کا استحضار ہو جائے کہ اس قربانی، فدایت اور اطاعت شعار زندگی پر کیا ملنے والا ہے، آخرت میں ان کو کن اعزازات سے نوازا جائے گا تو وہ اپنی ان محرومیوں اور فقر و فاقہ پر کبھی شکوہ نہ کریں، کبھی احساس کمتری



کاشکار نہ ہوں، اہل دنیا اور ان کی بظاہر خوش نما زندگی اور عیش پر لپچائی ہوئی نظر نہ ڈالیں، معصیت سے ان کو نفرت اور اس میں ان کو بدبو محسوس ہونے لگے۔

**نعمت کی عظمت:** آخر یہ ذرا غور تو کریں کہ یہ قرآن وحدیث پڑھنے پڑھانے کی توفیق، تلاوت کی حلاوت، نماز میں کیف حضوری، مساجد کی روح پرور حاضری، مالک نیم شبی، تہجد کی نمازیں اور دعائیں، اللہ سے راز و نیاز، ہر وقت اپنا محاسبہ، اتباہ سنت کا جذبہ، اطاعت رسول کی لذت، پھال ڈھال، کھانے پینے، سونے جاگنے، بولنے پھلنے، معیشت معاشرت، رازن سہن چہننے اور صنی، لٹنے بیٹھنے پڑھنے لکھنے میں اخلاق و آداب کی رعایت، اعلیٰ اخلاق اور دل بیداری دولت ہر ایک کو نہیں ملا کرتی، یہ محبت بھرا دل انیس کو نصیب ہوتا ہے جن کو شاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محبت کے لئے پہنچا دیا ہو، خاص دنیا داروں کو یہ لذت کہاں، کاش مدارس کے طلبہ اس لذت کو محسوس کرنے لگیں تو ان کو زندگی کی ہر تکلیف آسان ہو جائے بلکہ اس تکلیف میں وہ راحت محسوس کریں گے جو راحتوں میں رہنے والے بھی محسوس نہیں کر سکتے پھر یہ دارمھی یہ کرتا، یہ پابجامہ یہ تسبیح، یہ مصلیٰ، یہ گوشہ نشینی، یہ ریا، نمودنے دوری، یہ فقر و فاقہ، بادشاہی سے بڑھ کر نظر آنے لگے گا اور دین کا کام کرنے کی ایسی اسپرٹ، لگن، جوش و جذبہ ان میں پیدا ہو جائے گا جو ان کو مجنوں بنادیکھا اور ان کے اس جوش جنوں کی ایک آہ سے عالم میں ایک ایسی بیداری اور مخلوقِ خدا میں ایک ایسی خدا ترسی اور محبت پیدا ہوگی کہ ساری غفلت اور معصیت کا فور ہو جائے گی پھر حق "میں جو رویا تو رو پڑے گی دنیا" کا سماں ہوگا، کوئی اللہ والا ذرا تڑپے تو سوجا، ایک عاشق ذرا جیخ تو نکالے، ایک بیتاب دل آہ تو بھر کر دیکھے ساری دنیا کی کایا پٹ جلے گی۔ معصیت کیلے اٹھتے قدم ختم جائیں گے، پور ڈاکو تائب ہو جائیں گے، رقاص، رقص بھول جائیں گے، شراب کی گرم بھٹیاں سرد پڑ جائیں گی، جوئے کے اڈے

ویران ہو جائیں گے، ذرا کوئی مرد خدا غرہ تو لگائے، یاد رکھو کبھی مرد مومن آسمان سے نہیں  
 ٹپکایا جاتا وہ انہیں چٹائیوں سے اٹھتا ہے، اسی چار دیواری سے لگا رہتا ہوا سکتا ہے، اسی  
 بے مرد سامانی کے عالم سے پیدا ہوتا ہے۔

**قوت تاثیر:** ایسی ہی در سگاہ کا ایک سپوت ایسا، نام کا خدا کے دین کے لئے  
 ٹرپا، امت کے لئے بے چین ہوا لوگوں کی غفلت بھری زندگی دیکھ کر کانپنے لگا اور ایک  
 جنگل جیسے علاقہ میں اس نے ایک آہ بھری، ایک غرہ مستان لگایا تو دنیا نے دیکھ لیا کہ  
 سارے عالم کو اس نے بیدار کر دیا۔ دنیا کا کوئی ملک نہیں بچا جہاں اس کی آہ و فغاں  
 نہ پہنچی ہو۔ عالم کی کایا پلٹ دی، ذریعہ نبوی کے وہ اعمال لوگوں میں بیدار کر دیئے جن  
 کو بھلائے ہوئے زمانہ گزر گیا تھا، ہاتھوں میں تسبیح آئی، قدم مسجد کی طرف اٹھنے لگے،  
 لباس بدلا، سر پر لٹنی آئی، انشاء اللہ، ماشاء اللہ، سبحان اللہ، بارک اللہ کے وہ کلمات  
 جن کو صدیوں کے لٹریچر سے عام نہیں کیا جاسکتا تھا، وہ ہر طبقہ کی زبان پر چڑھ گئے،  
 کاش کہ ان در سگا ہوں کے یہ شیریں شہزادے پھر ایک چھلانگ لگائیں اور اپنی کمتری اور  
 محرومی والے احساس کو جھٹک کر مرد حق کا کردار ادا کرنے کی سعی پیہم میں لگ جائیں تو  
 یقیناً ان در سگا ہوں کی قیمت وصول ہو سکتی ہے۔

**ایک لمحہ فکر کیا:** ہمارے اکابر نے اپنی مخصوص وضع قطع، بود و باش اور  
 لباس کے ذریعہ عوام کے دل و دماغ میں یہ بات پھیلادی ہے کہ اسلامی لباس دم ہے جسے  
 وہ زیب تن فرماتے ہیں، اب سچے و سچے مصلح اور رہبر وہی سمجھے جلتے ہیں جو ان جیسا لباس  
 پہنتے اور ان جیسی وضع قطع میں رہتے ہیں۔

لہذا اگر کوئی طالب علم اپنے علم کی بنیاد پر یہ سوچے کہ فقہ اور حدیث کی روشنی میں  
 ان جیسی تراش و خراش اور ویسا لباس کوئی ضروری نہیں، لباس اور وضع قطع میں اسلامی حدود



میں رہتے ہوئے تبدیلی کی بھی گنجائش ہے، اس میں شک نہیں کہ اسلامی دائرہ میں رہتے ہوئے بعض گنجائشیں موجود ہیں مگر یہ گنجائش عوام کے لئے تو گوارہ کی جاسکتی ہیں مگر آپ جو مصلیٰ پر کھڑے ہونے والے ہیں، جو وعیدیں پڑھنے والے ہیں، قوم کے دینی رہنما کہلانے والے ہیں، لوگ آپ کو نمونہ بنانے والے ہیں، وعظ وارشاد آپ کی ڈیوٹی ہے آپ کیلئے تو اتقیا وادب ہی کا لباس زیب دیتا ہے، پھر جب عوام نے ایک عالم دین کے پہچان کے لئے اکابر کی زندگی کو سامنے رکھ کر ایک فریم تیار کر رکھا ہے، ایک نقشہ قائم کر لیا ہے وہ ہر عالم کو اسی فریم اور اسی لباس میں اپنانے اور استفادے کے لئے منتخب کرنے کے خواہ مخواہ ہیں تو آپ کا فریضہ ہے کہ آپ ان کی تمناؤں پر پورے اتریں اور باوجود شرعی اجازتوں کے عوام کی خاطر اپنے نفس پر جبر کر کے اپنے آپ کو اس فریم میں فٹ کریں اور اسی بود و باش و لباس کو اختیار کریں تاکہ آپ کی امامت، دینی رہبری اور آپ کے استفادہ جاری ہو سکے۔ اس بحث میں قطعاً انہیں کہ شرعیہ ممنوع کہاں ہے؟ آپ کس کس کو سمجھانے جائیں گے، اس سے بہتر ہے کہ خود ہی اس تبدیلی کو قبول کر لیں، یہ تبدیلی آپ کے لئے اقتصادی طور پر بھی مفید ہے اسلئے کہ کم خرچ اور سادہ زندگی ہی میں نصیب ہے اور پھر یہ سب کچھ ان لوگوں کی عقیدت اور محبت ملے گی جو آپ کو قابل سمجھ کر آپ کی ہدایات پر چلیں گے اور اپنی اصلاح کریں گے، انشاء اللہ اس قربانی پر آپ دنیا و آخرت کی کامیابیوں سے سرفراز ہونچے، ڈھیلے ڈھالے اور سادہ لباس میں ہی ایک عالم بزرگ صفت معلوم ہوتا ہے، ورنہ نئی نئی وضع کی ٹوپیاں، کم نیفے والے، بلار و مالی دلالتہائی چست اور ٹخنے سے نیچے پابجلمے، اوپن کرتے، چست استینیں، بیل بوٹے والے کلر و گریبان، رنگ برنگ کی بہار دار لنگیاں، بڑے بڑے پتی بال، انتہائی چھوٹی ڈاڑھی، یہ لباس و ہیئت نہ تو شرعی لباس اور وضع قطع کی فہرست میں آتا ہے اور نہ اکابر کو

دیکھے ہوئے عوام اس طرح کے شخص کو عالم دین ماننے کو تیار، اس طرح آپ اپنی افادیت اور قوت لغو نہ کرنا چاہیں، جب بڑے کردار رکھنے والے بادشاہ ولیڈر عوام میں مقبولیت کی خاطر اپنی خواہشوں کو ترک کر کے عوام کے معیار پر اترنے کے لئے اپنے اندر تبدیلی لانے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور سادگی کو اصول زندگی بنا لیتے ہیں اور اس طرح اپنی افادیت کو برقرار رکھتے ہیں، تو کیا آپ دین کی خاطر اپنے جذبات پر کنٹرول کر کے اپنے آپ کو اللہ اور رسول کی نگاہ میں پیارا اور عوام کی نظریں دلدار نہیں بنا سکتے؟ ویسے یہ بات بھی اپنی جگہ درست ہے کہ عوام کو بھی اب شبلیؒ اور جنیدؒ کے معیار پر علماء کو بچا پننا چھوڑ دینا چاہیے، تمنا مگر وہ تو بزرگوں کو معیار قرار دے کر آپ کو رد کرنے کا بہانہ تلاش کرتے ہیں تو آپ ان کو یہ موقع کیوں فراہم کرتے ہیں؟ خدا را مغرب کی تقلید چھوڑ کر دوسروں کی اقتداء کرنے کے بجائے خود دوسروں کے لئے نمونہ بنئے، تمہارے اکابر انہیں ڈھیلے کرتے اور اپنے پاجامے میں یورپ کی یونیورسٹیوں کے اعلیٰ اجلاسوں میں شرکت کر کے اپنا لوہا منواتے رہے ہیں۔

**بڑی اہم ذمہ داری ۱:** اس میں شک نہیں ہے کہ آج اسلام کو اختیار کی ایسی یورشوں سے پالا ہے کہ ایسا نازک وقت کبھی نہ آیا ہوگا۔ ہر روز اسلام کے خلاف مضامین چھپ رہے ہیں، عقلی اعتراضات ہو رہے ہیں، انبیاء اور اسلامی شخصیات کے خلاف کتا میں چھپ رہی ہیں۔ نئے نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ اور آج کے حالات میں اسلام کو ناکافی بتلایا جا رہا ہے، اسکو قدیم، فرسودہ اور حالات کا ساتھ نہ دینے والا بتلایا جا رہا ہے۔ نئے نئے رجحانات پیدا ہو رہے ہیں جن کی یلغار میں اسلامی مسلمات و ہدایات کو ناقص بتلایا جا رہا ہے، عورت کبے عزت، حقیر گردلنے کی ذمہ داری اسلام کے سر پر مچی جا رہی ہے۔ اسلامی عقائد پر عقلی تجزیوں کی کسوٹیاں قائم کی جا رہی ہیں اور اپنوں کی مرغوبیت کا عالم یہ



ہے کہ دوسروں کی خوشنودی کی خاطر نصوص میں تبدیلی کی جرات کرنے میں عار نہیں، نہی ہر  
 سہے ان حالات میں معمولی درجہ کا علم رکھنے والے علماء نہیں ٹھہر سکتے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ  
 اسلام کی وکالت کرنے والے علماء علوم میں بے پناہ مہارت پیدا کریں، ان کی تحریر سنجیدہ  
 مدلل اور واضح ہو، ان کے بیانات میں شگفتگی، متانت اور عقلی تجزیہ ہو، وہ اسلامی نصوص کی  
 برتری اور ان کی حقانیت کو اس طرح ثابت کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں کہ عقلیت زدہ طبقہ  
 کو ماننے بغیر چارہ کار نہ رہے، عدالت ان کی معقولیت کا اقرار کر کے ان کی حمایت میں فیصلہ  
 کرنے پر مجبور ہو جائے وہ قوت دلیل سے ہاؤس کو خاموش کر سکیں اور اسلام مخالف بل  
 کو پاپس ہونے سے روک سکیں۔

کو علمی بھلی فادیت سے خالی نہیں؛ لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے  
 کہ ذہنی کمزوری یا اپنی غفلتوں کی وجہ سے جو طلبہ ماہر علماء نہ بن سکے تو وہ بیکار اور قوم کیلئے  
 ننگے عار ہیں۔

بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ایسے کم علم علماء کی افادیت بھی کم نہیں ہے، یہ چھوٹے چھوٹے  
 مکاتب، ہکا ڈل کی مساجد، غریب بستیوں کے بچوں کو معمولی تنخواہ پر پڑھانے والی مفتی جماعت  
 ہے جو بنیاد میں بھرے جانے والے پتھروں کا کام دیتی ہے۔ اگر سب ہی لوگ قابل ہو جائیں  
 تو وہ معمولی دیہات کے بجائے شہروں کا رخ کریں گے۔ بڑی بڑی تنخواہ چاہیں گے، تو پھر ان  
 دیہات کا کیا ہوگا؟ دس گھر کی بستی میں امامت کون کر لے گا؟ یہ بیچارے معمولی استعداد  
 کے لوگ صبر و شکر سے ان جگہوں پر خدمت انجام دیکر غریب مسلم بچوں کو دین کی بنیادی  
 تعلیم دے کر بہت بڑی خدمت انجام دیتے ہیں بہر حال جس طرح سالم اینٹ مکان کی تعمیر میں  
 کارآمد ہے، اسی طرح اینٹ کے ٹکڑوں کے بغیر بھی عمارت کی تعمیر دشوار ہے، ان کی بھلی فادیت  
 ہے جو دیوار کے غلوں اور بنیادوں میں بھرنے کے کام آتے ہیں جو سال کو پچوڑ کر دیوار کو

مضبوط بناتے ہیں اس لئے کم استعداد فارغین کو ناکارہ نہ سمجھا جائے یہ سپاہی ایسی جگہوں پر ڈیڑی انجام دیکر اپنی افادیت قائم کئے ہوئے ہیں جہاں کوئی دوسرا کام نہیں کر سکتا۔

**نسبت کی بلندی :** جیسے مسجد ائٹھ کا گھر ہے اسی طرح مدرسہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر ہے، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجمع میں تشریف فرمانا چاہتے تو طالبان علوم نبوت کے حلقہ میں تشریف لاتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کو جو لوگ حاصل کر رہے ہیں ظاہر ہے کہ وہ بڑی نسبت کے حامل ہیں، جیسے مال کی وراثت کے لئے نسب کا ثبوت ضروری ہوتا ہے، ایسے ہی علوم کی وراثت کے لئے نسبت کا ثبوت ضروری ہوتا ہے۔ علم میں سند کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ حدیث بیان کرنے والا اپنے علوم کے سلسلہ کو اپنے اساتذہ کی وساطت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتا ہے، اس طرح یہ علماء کرام بالواسطہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھتے ہیں جو اس قابل ہے کہ اس کا پورا احترام کیا جائے۔





## مَنْظَرُكَ الْاِقَامَةِ قِيَامُكَ اِفْعَالُ

دارالاقامہ میں رہنے سے بچے میں خودکاری کی عادت پڑتی ہے، چونکہ وہ ماں باپ سے دور ہو جاتا ہے تو اپنے سب کام خود کرنے پڑتے ہیں، اپنے پیسوں کو حفاظت سے رکھنا، پھر ان کو احتیاط سے اپنی ضرورت کے مطابق خرچ کرنا، پس انداز کرنا، اپنے کپڑوں کو دھونے اور دھولنے کی فکر، پھٹ جائیں تو سلوانے کی فکر، اپنے سامان کی حفاظت، اس کی دیکھ ریکھ، دوسرے غیر رشتہ دار اجنبی بچوں کے ساتھ رہنے سہنے کا سلیقہ، ان کے ساتھ کھانے پینے اور برتائے کے ڈھنگ، پھر مدرسہ کے قوانین کی پابندی، ان سب باتوں کا خیال گھر رہتے ہوئے ماں باپ اور بھائی بہن کی موجودگی میں قطعاً نہیں ہو پاتا، ماں باپ خود سب باتوں کی فکر کرتے رہتے ہیں وہ گویا ہر کام خود کر دیتے ہیں یا اپنی نگرانی میں یاد دلا دلا کر کرتے ہیں مگر دارالاقامہ میں خود فکر کر کے یہ کام کرنے پڑتے ہیں، اپنے آپ کو ایک ذمہ دار اور فکر مند بنا کر رکھنا پڑتا ہے، اپنے کمرے، بستر اور کپڑوں کی صفائی اور سامان کی سجادٹ خود کرنی پڑتی ہے، کبھی کبھی تاشستہ یا کھانا پکانے کی نوبت آجاتی ہے اسی طرح اپنی بیماری، دوا، علاج، پرمینر وغیرہ کا خود خیال رکھنے کی عادت پڑ جاتی ہے اور ان سب فکروں کیساتھ گھر کے حالات کو جاننا اور اپنے حالات سے گھر والوں کو مطلع کرنا ایک مستقل فکر رہتی ہے۔ اس کے لئے دونوں طرف سے خطوط کا سلسلہ ہماری رہتا ہے جس سے خط لکھنے اور پڑھنے کا سلیقہ پیدا ہو جاتا ہے جو گھر رہتے ہوئے نہیں ہو سکتا۔ کسی واقعہ کو تحریر میں کس طرح لائیں اس کا اہستہ آہستہ سلیقہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر ماں باپ تعلیم یافتہ ہوں تو ان کے خطوط پڑھ پڑھ کر اس سلیقہ میں اور جلاء پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سفر کرنے اور اس کی تیاری کرنے اور اس میں احتیاط یہ سب باتیں خود زبان

اور حالات اس کو سکھلا دیتے ہیں بہر حال گھر کی زندگی میں ماں باپ کی ہر وقت کی موجودگی اور خیال رکھنے کی وجہ سے جو بے فکری تھی وہ جب نہیں رہی تو بچہ خود کاری اور خود اعتمادی کا نوگر ہو جاتا ہے اور اتنے بڑے ماحول میں رہ کر اس کو دوسرے اچھے بچوں سے جو مختلف گھرانوں سے مختلف صلاحیتیں اور استعدادیں لے کر آتے ہیں، ان سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ ایسے ان کو دیکھ کر مسابقت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، احساس کمتری دور ہوتا ہے اور حوصلہ و ہمت پیدا ہوتی ہے، بولنے چالنے کے سلیقے پیدا ہوتے ہیں، سب کے ساتھ کھیل کود سے صحت بھی اچھی ہوتی ہے۔ گھر سے دور ہو جانے کا وجہ صرف تعلیم کیلئے اپنے آپ کو فارغ پا کر اور خانگی الجھنوں اور ان کاموں سے جو گھر میں اسکو مشغول رکھتے ہیں (مثلاً گھر کے افراد کی تیمارداری، مہمانوں کی آمد و رفت، رشتہ داروں اور محلہ میں شادی بیاہ کی تقریبات، موت و حیات، خوشی و رنج کے جھیلے وغیرہ) فارغ ہو جاتا ہے اسلئے بیکسٹی کیساتھ اپنے تعلیمی مشغلے میں زیادہ سے زیادہ وقت دے سکتا ہے اور اعلیٰ استعداد پیدا کر سکتا ہے۔ دور رہنے سے ماں باپ کی یاد آتی ہے اس کی وجہ سے ان سے محبت بڑھتی ہے اور یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم ان کی خدمت نہیں کر پا رہے ہیں وہ ان کے لئے دعائیں کرتا ہے اور ان کو بھی دعاؤں کیلئے لکھتا رہتا ہے جب کہ گھر رہتے ہوئے ان باتوں کا احساس بہت ہی کم ہوتا ہے۔ اسی طرح اپنے آپ کو پڑیس میں بے یار و مددگار پا کر لڑنے جھگڑنے سے ڈرتا ہے ایسے موقع پر برداشت اور تحمل کی بھی عادت ہو جاتی ہے، سب کیساتھ نماز و غیرہ کی بھی عادت پڑ جاتی ہے۔ غریب دے کس بچوں کو دیکھ کر اپنے حال پر شکر کرنے اور اپنے مانناپ کی طرف سے مالی کفالت کی قدر ہوتی ہے اور کمزوری کی مدد کرنے اور اپنے خرچ میں سے بچا کر ان پر خرچ کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے بچوں کی کامیابیوں اور اس پر ان کی ستائش اور عزت دیکھ کر خود بھی ویسی کامیابیوں کے حصول کا شوق



پیدا ہوتا ہے۔ کمرے کے ساتھیوں کے حقوق کا خیال، انکی خدمت، انکے مزاجوں کے مطابق برتاؤ، لینے دینے میں اپنی گنجائشوں کو سامنے رکھ کر برتاؤ، دکھ درد میں تعاون، ان کی بے اصولیوں اور سختیوں کو برداشت کرنا، ان کی بری عادتوں سے بچنا وغیرہ بہت ساری باتوں کا سلیقہ پیدا ہو جاتا ہے۔

## غَيْرُ مُنْظَرٍ اِلَّا لِقَامِهِمْ قیام کے بعض وہ نقصانات جو اصلاح کی خاطر رکھا جا رہا ہے۔

جب بچہ گھر چھوڑ کر (جہاں وہ ایک بندھے پنے ماحول میں رہتا تھا جہاں کوئی بھی اس کے لئے اجنبی نہیں تھا) دارالاقامہ میں آتا ہے تو اس کو سب اجنبی اور نامانوس ساتھیوں سے پالا پڑتا ہے۔ مختلف جگہ سے لئے ہوئے مختلف خاندانوں اور مختلف عادات اخلاق والے طلبہ کیساتھ رہنا سہنا پڑتا ہے کچھ دن میں وہ اس ماحول سے مانوس ہونے لگتا ہے مگر اسی کے ساتھ ساتھ اس میں اپنے ساتھیوں، اپنے کمرے کے مقیم دوستوں کی عادات آتی شروع ہو جاتی ہیں، گھر کے لوگوں کی طرح روک ٹوک کرنے والے یہاں نہیں ہوتے اسلئے گپ شپ میں وقت گزارنے، تسلیم سے صرف مناجات، تعلق رکھتے ہیں اور دوسرے کے انتظام میرے نظریں چرا کر ادھر ادھر گھومنے جلنے کیلئے پروگرام بنائے جاتے ہیں بہر حال کافی روک ٹوک نہ ہونے کی وجہ سے یہ سب باتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ادھر یہ گھر میں بھائی بھین کیساتھ رہتا تھا جہاں ہر چیز ساتھ ملکر آپس میں بانٹ کر کھائی جاتی تھی، اپنا پرایا نہیں سمجھتا تھا، ہر ایک بے تکلف دوسرے کی چیز استعمال کر لیتا تھا، اب یہاں گھر سے دور دارالاقامہ میں رہتے ہوئے اس بچہ کو دوسرے بچوں سے اپنا سامان، اپنے کپڑے، اپنا پیسہ،

اپنی کھانے پینے کی چیزیں الگ رکھنی پڑتی ہیں اور تنہا اپنے اوپر صرف کرنا پڑتا ہے جب ایک مدت اس پر گزر جاتی ہے تو اس میں تنہا خوری، انفرادیت اور صرف اپنی فکر کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اب وہ جب گھر جاتا ہے تو وہاں بھی بھائی بہنوں کیساتھ پہلے کی طرح مل جل کر نہیں رہتا، اب اس کو اپنی ہر چیز الگ رکھنے اور الگ کھانے کی عادت پڑ چکی ہے وہ بات بات پر لڑنے لگتا ہے، اپنی چیز سے ہاتھ لگانے پر خفا ہو جاتا ہے وہ اپنے لئے تنہا زیادہ خرچ کا مطالبہ کرتا ہے۔

نیز اس میں دارالاقامہ میں رہ کر خود پسندی اور بڑائی پیدا ہو جاتی ہے وہ اپنے کو باوجود عمر میں چھوٹا ہونے کے بڑا سمجھنے لگتا ہے اگر کوئی نامناسب بات دیکھتا ہے تو ایسے ڈانٹتا ہے گویا وہ کوئی نمبر ۱ اور گھر کا بڑا ہے جس سے دوسرے بھائی بہن اس کو اپنے سے دور اور آہستہ آہستہ اجنبی سمجھنے لگتے ہیں۔ دارالاقامہ میں چونکہ مختلف قوموں کے طلبہ رہتے ہیں اسلئے بعض وہ برائیاں بھی اس میں پیدا ہو جاتی ہیں جن کا گھر کے ماحول میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ پھر دور رہنے سے گھر کے افراد اور بھائی بہنوں کیساتھ محبت بھی صرف عقل رہ جاتی ہے وہ جو روزمرہ ایک دوسرے کا خیال رکھنے اور ساتھ کھانے پینے اور رہنے سہنے سے دلی محبت پیدا ہوتی ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ بعض مرتبہ دارالاقامہ میں غلط طلبہ کیساتھ رہائش کی وجہ سے اسکی زبان پر بھی اثر پڑتا ہے وہ زبان نہیں دیتی جو خاندانی پختل میں گھر کے ماحول سے پیدا ہوتی ہے جہاں تک مدرسوں کا تعلق ہے آج کل بعض مدرسہ والے درس و تدریس کے وقت ہی میں طلبہ کو کچھ نصائح کرتے ہیں۔ دارالاقامہ کے اوقات مدرسہ کی گرفت سے باہر ہوتے ہیں زیادہ سے زیادہ اتنا ہوتا ہے کہ نمازوں کو کہہ سن کر یا مار پیٹ کر پڑھوایا جاتا ہے یا کہیں جاتا ہے تو اطلاع دیکر رخصت لیکر جانے پر زور دیا جاتا ہے مگر بعض دفعہ ان باتوں پر بھی غیر معمولی سختی کے غلط نتائج نکلتے ہیں کہ رکت چھوٹے پر باز پرس کے خوف سے پچھلے بے دھنوں



یابے غسل ہی نماز میں آکر شریک ہو جاتے ہیں بعض کی رکعت چھوٹی ہوتی ہے مگر وہ سلام پھیر دیتے ہیں یہ دکھلانے کیلئے کہ ہماری رکعت نہیں گئی اسی طرح جو اجازت لے کر کہیں جاتے ہیں وہ وہاں جا کر کیا کرتے ہیں اس کی نگرانی انتہائی مشکل ہے۔ ہر مدرسہ میں نگران علیحدہ سے رکھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی اور شریر بچے نگران کو بھی اپنا بنا لیتے ہیں، بہر حال دارالافتاء کی رہائش جہاں اپنے اندر بعض صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کا ذریعہ ہے وہیں اگر سخت نگرانی نہ ہو تو بہت سی غرایبوں کا بھی سرچشمہ ہے۔ محکمہ مجموعی اعتبار سے فوائد کا پہلو نقصاننا پر غالب ہے اور کچھ برائیوں کو برداشت کر کے اگر کسی بڑی خیر کو حاصل کیا جاسکتا ہے تو اس کو حاصل کرنا ہی ضروری اور عقل کی بات سمجھی جائے گی۔ پھر نیچپن کی بے فکری سے پیدا ہونے والی وہ غفلتیں ہیں جو کچھ تو فطری ہیں، کچھ اس وقت کے تقاضے سے رونما ہوتی ہیں جیسے جیسے علم اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور ذمہ داری آتی ہے تو خود بخود عادتیں چھوٹ جاتی ہیں اور اوقات منظم ہو جاتے ہیں اور انسان خود گذشتہ کی حرکات پر نام ہو کر آئندہ کی استواری کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے بلکہ دیکھا یہ عجیب ہے کہ جو بچپن میں زیادہ شریر اور خراب تھے، بڑے ہو کر جب ان کو صحیح رخ کی توفیق ملی تو اپنی چھائی اور بھلائی میں سب سے آگے نکل گئے، ان کی ذہانت اور طبیعت کی تیزی اور قوت اب خیر کے کاموں اور مجاہدات میں صرف ہونے لگتی ہے۔ بہر حال اس قوت کا ازالہ نہیں ہوتا مگر امال ہو جاتا ہے اسلئے اوپر لکھے خطرات کو جس سے بچوں کو اپنا ٹھہ رکھنا اور علمی ماحول اور تعلیم گاہ میں سمجھنے سے گریز کرنا مناسب نہیں ہے البتہ نگرانی اور اچھے ماحول کے انتخاب سے غفلت نہ برتنی چاہیے، بار بار کی خبر گیری اس کے اساتذہ سے، رابطے اہل مدرسہ کے خیر خواہان مشوروں کے مطابق عمل کرنے سے بہت سی غرایبوں سے بچایا جاسکتا ہے۔ پھر خود اولیاء کی اپنی توجہ، دعائیں اور نیک زندگی بھی بچوں کو اچھی تفریق کھٹنے میں سین و مددگار ہوتی ہیں، بہت زیادہ لاڈ و

میں رہتے ہوئے تبدیلی کی بھی گنجائش ہے، اس میں شک نہیں کہ اسلامی دائرہ میں رہتے  
 ہوئے بعض گنجائشیں موجود ہیں مگر یہ گنجائش عوام کے لئے تو گوارہ کی جاسکتی ہیں مگر آپ  
 جو مصلیٰ پر کھڑے ہونے والے ہیں، جمود و عین پر پڑھنے والے ہیں، قوم کے دینی رہنما کہلانے  
 والے ہیں، لوگ آپ کو نمونہ بنانے والے ہیں، وعظ و ارشاد آپ کی ڈیوٹی ہے آپ کیلئے  
 تواقیاء و اولیاء ہی کا لباس زیب دیتا ہے، پھر جب عوام نے ایک عالم دین کی  
 پہچان کے لئے اکابر کی زندگی کو سامنے رکھ کر ایک فریم تیار کر رکھا ہے، ایک نقشہ قائم کر  
 لیا ہے وہ ہر عالم کو اسی فریم اور اسی لباس میں اپنانے اور استفادے کے لئے منتخب  
 کرنے کے خواہش مند ہیں تو آپ کا فریضہ ہے کہ آپ ان کی تمنائوں پر پورے اتریں اور  
 باوجود شرعی اجازتوں کے عوام کی خاطر اپنے نفس پر جبر کر کے اپنے آپ کو اس فریم میں فٹ  
 کریں اور اسی بود و باش و لباس کو اختیار کریں تاکہ آپ کی امامت، دینی رہبری اور آپ  
 سے استفادہ جاری رہ سکے۔ اس بحث میں قطعاً نا الجحیں کہ شرعیہ ممنوع کہاں ہے؟  
 آپ کس کس کو سمجھانے جائیں گے، اس سے بہتر ہے کہ خود ہی اس تبدیلی کو قبول کر لیں، یہ  
 تبدیلی آپ کے لئے اقتصادی طور پر بھی مفید ہے اسلئے کہ کم خرچ اور سادہ زندگی ہی میں  
 نفع ہے اور پھر یہ بنگالوں ان لوگوں کی عقیدت اور محبت ملے گی جو آپ کو قابل سمجھ کر آپ  
 کی ہدایات پر چلیں گے اور اپنی اصلاح کریں گے، انشاء اللہ اس قربانی پر آپ دنیا و آخرت  
 کی کامیابیوں سے سرفراز ہونگے، ڈھیلے ڈھالے اور سادہ لباس میں ہی ایک عالم بزرگ  
 صفت معلوم ہوتا ہے، ورنہ نئی نئی وضع کی ٹوپیاں، کم نیفے والے، بلار و مالی دلالتہائی  
 چست اور ٹخنے سے نیچے پانچلے، اوپن کرتے، چست استیتیں، بیل بوٹے والے  
 کار و گریبان، رنگ رنگ کی بہار دار رنگیاں، بڑے بڑے پتی بال، انتہائی چھٹی  
 ڈاڑھی، یہ لباس و ہیئت نہ تو شرعی لباس اور وضع قطع کی فہرست میں آتا ہے اور نہ اکابر کو



## چند ضروری ہتھیار

(۱) طالب علم کو اس طرح رہنا چاہیے کہ جس سے وہ نیک مہذب اور تعلیم یافتہ آدمی معلوم ہو اس کے پاس کاغذ پینسل، مودات، پین، کاپی، کتابیں، فٹ اسکیل، ربرڈ عزیزہ، لکھنے پڑھنے کی ضرورت کی سب چیزیں ہوں، وہ جس جگہ رہتا ہو وہاں کے سامان اور ماحول سے ایسا معلوم ہو کہ یہاں تعلیم یافتہ آدمی رہتا ہے، اسکی جیب میں قلم اور کاغذ ہو، ایسا نہ ہو کہ جیب میں کھنگا، آئینہ اور کمرے میں عیش کے سارے سامان ہوں۔ مگر نہ ہو تو قلم کاغذ اور کتاب نہ ہو اس کی اپنی ڈائری ہونی چاہیے، جس میں اس کی دوسری یادداشتوں کے علاوہ یہ تحریر بھی ہو کہ کتنے روزے یا کتنی نمازیں قضا باقی ہیں؛ تاکہ اسی حساب سے اسکی ادائیگی ہو اور وہ صاحب ترتیب ہے۔ یہ مدارس کا فیض ہے کہ طالب علم اگر چاہے تو غذا اسی توجہ سے صاحب ترتیب بن سکتا ہے۔ یہاں نمازوں کا قضا ہونا عام طور سے دشوار ہوتا ہے اور اگر ہو جائیں تو ان کی تعداد اتنی کم ہوتی ہے کہ بہت جلد ان کو قضا کر کے صاحب ترتیب بن سکتا ہے۔

(۲) طالب علم کی زندگی پاکیزہ، صاف ستھری اور بالاصل ہونی چاہیے اور یہ ہر دور میں ایسا اختیار رہا ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکا۔ خدا ترسی، خوفِ آخرت، اپنا محاسبہ، خدمتِ خلق کا جذبہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق، اپنے مسلک کی صداقت سے وابستگی، انابت الی اللہ اپنے کام کی لگن اور صحت، یہ سب وہ اوصاف ہیں جو طالبانِ علوم نبوت کی اہم قدیریں ہیں جن کی قوت ہر دور میں مسلم رہی ہے۔

(۳) مگر افسوس صد افسوس وہ طالبانِ علوم نبوت جنکے تقدس کی قسمیں کھائی جاتی تھیں آج شیطان نے اس قدوسیوں کی جماعت سے بھی کچھ ایسی حرکات صادر کرانے میں کامیابی حاصل کر لی ہے جو دینی مدارس کیلئے سنگ اور عار ہیں۔ اپنے بڑے اور مریدوں پر بے اعتمادی

تعلیم سے لاپرواہی اور بعض ایسی ایسی غفلتیں ان مہمانان رسول سے ہو جاتی ہیں جن کا دل غ  
دھونا دشوار ہوتا ہے۔

(۳) یقیناً ایسی غفلت برستے والوں کی تعداد بہت ہی کم ہے مگر شاہی علوم کے  
حامل شہزادوں کے پیر میں پر ایک معمولی داغ بھی انکو رہبر اور قائم تسلیم کرنے والوں کو ظن  
کرنے کے لئے کافی ہے۔

عزیزو! خدا کا کھلا کھلا کھانا بھانوکہ اس نے ہزاروں لاکھوں انسانوں میں سے  
آپ کو اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کیلئے منتخب کر لیا اور والدین کو یہ توفیق  
بخشی کہ وہ آپ کو اس جگہ تک پہنچائے، جہاں یہ قیمتی وراثت تقسیم ہوتی ہے اور ایسے لوگوں  
سے ملتی ہے جن کا سنی سلسلہ سرکارِ دہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ اس طرح  
گویا بالواسطہ درگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی شگردگی کی سعادت نصیب ہو جاتی ہے۔

(۵) یہ انہیں درگاہوں کا فیض ہے کہ آپ کا دھڑی منڈانے، شراب پینے، عریاں لباس  
پہن کر گھومنے یا اس قسم کے اور گناہوں سے محفوظ ہیں، اسلامی وضع قطع اور لباس اسی فضا  
کی دین ہے، اسلاف کے کارنامے آپ کے راستے کے سنگ میل ہیں۔ آپ کی نگاہ ایسی  
پاک ہے جو بلوغ کے بعد سے کسی غلط جگہ پر نہیں پڑی، پاکیزہ نگاہ کا اثر کتنے قلوب  
کی دنیا بدل سکتا ہے، اس کا اندازہ صاحبِ باطن ہی کر سکتا ہے۔

(۶) حضرت گنگوہیؒ کی فقہی بصیرت، حضرت نانائونویؒ کا علم کلام، حضرت  
تھانویؒ کی حکمت اور اصلاح، علامہ شبیر عثمانیؒ کی تحقیقات، علامہ شبلیؒ کی سیرت  
نگاری، علامہ سید سلیمانؒ کی ادبی و علمی کاوشیں، مولانا آزادؒ کی سیاسی بصیرت، مولانا حفظ  
الرحمنؒ کی جرات و بیباکی، مولانا حسین احمدؒ کا در کف، جام شریعت، در کفِ سندان  
عشق کردار، مولانا زکریاؒ کی شروح و احادیث اور مولانا علی میاں کا داعیانِ کردار اور



عربی زبان پر غیر معمولی دسترس، آپ کے اسلاف کا وہ اسوہ اور نمونہ ہے جو آپ کو دعوتِ عمل دے رہا ہے، کاش کہ آپ انہیں شاہراہوں کو اپنے علمی و عملی سفر کے لئے منتخب فرمائیں تو یہ ایک قابلِ قدر اقدام ہوگا۔

(۷) وردِ ناہام کمیونزم کے ریگ زار میں سرِ بدی حقیقتوں کی تلاش یا سوشلزم کے دامن میں حقائق کی جستجو، انسان کی خاکستریں دل بیدار کی کھوج، ناول کی دنیائے غم میں مسرتوں کی جویائی اور پہلے چلائے عنوانات کی لے میں فلمی کاروبار کا آغاز، آپ کی منزل اور نہ صبحِ سمت کی طرف اسٹھنے والے آپ کے قدم، آپ کی کامیابی قرآن کی تفسیر، حدیث کی شرح، فقہی شرفِ نگاہی، اسلامی علوم کی ترجمانی اور انجی اشاعت، دنیا کا ذرہ ذرہ آپ کی سخاوت کا منتظر ہے غضب ہوگا اگر آپ نے دیروزہ گرمی کیلے نمودار پناہی دامن پھیلا دیا۔

دینے والے لینے کے لئے ہاتھ پھیلائیں یہ ایک سانچہ ہے اور خلائے بیسیط میں انسانی سفر زیادہ تعجب انگیز بات، یاد رکھیے، جب آپ غیروں کے درپہ ناصیغے سانی کرتے نظر آئے تو وہ دن تاریخ کا ایک بھیاںک روز اور آپ کی بھرپور صلاحیتوں کے لئے سموت کا ایک طویل سایہ ہوگا، اور جسوقت آپ کی زمیں علم و اسکا ہی سے دوسرے خوش چین ہونے لگے تو وہ نعمتِ شادمانی کا دلائلِ ترنم، غیروں سے اشنائی، شامِ رسوائی کا آغاز اور اپنوں سے نزدیکی شبِ نسل کی ایک تمہید، ایک تعمیر کا سنہرا باب، دوسرا تخریب کا دلہوز منتظر جس قلم میں ندرت نہیں جس تحریر میں ثقاہت نہیں جو انشاءِ تخلیق کا نمونہ بن کر سامنے نہ آئے اور جس نگارش میں علم و عرفان چھلکتا دکھائی دے لے دیر یا بُرد کر دیجئے، یہ کھوٹے سکے ہیں بازارِ پچھلے والی نقدی نہیں۔

(۸) جن طلب، کرام، کوارٹھ تعالے نے قوی حافظہ اور چھازہن بخشا ہے ان کو چلیئے کہ وہ زمانہ طالبِ علمی میں محنت سے پڑھیں، اسباق کی پابندی کریں پہلے سے مطالبہ

کر کے سبق میں جائیں، سبق کو توجہ سے سنیں، جو بات سمجھ میں نہ آئے اس کو استاد سے ضرور پوچھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں، حاشیہ اور عبارت غور سے دیکھا کریں، سبق کا روزانہ مذاکرہ کریں، اردو شروعات کی بجائے عربی شروعات دینے کی عادت ڈالیں۔ درجہ ۳-۴ تک اپنی نحوی، صرفی اور عربی استعداد کو پختہ کرنے کی پوری کوشش کریں، بغیر تعلیمی مشاغل سے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ بچائیں، مدرسوں کے انتظامی امور میں جو اکھاڑ پھکار بعض جگہ چلتی رہتی ہے اس سے پوری طرح دور رہنے کی کوشش کریں، روکھا سوکھا جو بھی ملے کھاپا لیں، انشاء اللہ اس مجاہدہ کی برکت سے اُنندہ اللہ بہت اچھا کھلائینگے۔ کتابوں، اساتذہ اور درس گاہ و مسجد کا ادب کریں، اساتذہ کی اگر کوئی خانگی خدمت کرنی ہو تو اسی حد تک کریں کہ اسباق کی حاضری، مطالعہ اور مذاکرہ متاثر نہ ہو، اساتذہ کو بھی ان کی تعلیمی مصروفیات کا خیال رکھ کر کلمہ خدمت سپرد کرنا چاہیے، عموماً تو اساتذہ ایسا ہی کہتے ہیں مگر بعض مرتبہ اس میں فرو گذاشت بھی ہو جاتی ہے۔

(۹) اچھی اور مفید کتابوں کا ہی مطالعہ کریں۔ جب تک علم پختہ نہ ہو اس وقت تک ہر صنف کی کتابیں نہ پڑھیں، تحریر کو خوشخط بنائیں، زیادہ سونے سے پرہیز کریں، اوقات کو منظم رکھیں اور وقت کو ضائع نہ ہونے دیں۔ فنون کی کتابیں ضرور پڑھ لیں۔ تکرار کرانے سے تدریس کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، جس بات کو سمجھ لیا گیا ہے اس کو لکھا بھی کریں، اس طرح سمجھنے کی بھی مادہ ہو جائے گی۔ آج کے دور میں تحریر بہت ضروری ہے، تصنیف کا فائدہ دائمی ہوتا ہے، مرنے کے بعد بھی تحریر کا فائدہ جاری رہتا ہے۔ اپنے آپ کو بڑی صحبتوں سے بچائیں، دوست کم بنائیں، جن سے دوستی ہو وہ علم کے شوقین اور بااخلاق ہوں، ساتھیوں سے گپ شپ کی بجائے علمی بحث و مذاکرہ کریں۔ زیادہ بکواس نہ کریں، کٹ جھٹ نہ بنیں، صاف ستھرا ذہن رکھیں، پکڑے صاف ستھرے اور سادہ پہنیں، بناؤ سنگار اور فیشن سے بچیں، زبان کو مسیاری بنائیں، بازاری



الفاظ بولیں۔ رکن سہن، چال ڈھال میں علماء کے وقار کو اختیار کریں، لڑائی جھگڑے سے  
 بچیں، اپنے اخلاق بند کریں، سپہ بولنا کی قیمت پر نہ چھوڑیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تعلیق  
 مع اللہ، ثابت الی اللہ اور تواضع و عاجزی کی عادت ڈالیں، دعا، نماز، روزہ اور شب  
 خیزی پر محنت کیے عمل کریں، زیادہ احتیاط سے پرہیز کریں، جب تک ایک درجہ میں  
 پہنچ گئے اور اعلیٰ درجات سے کامیابی نہ ملے تب تک آگے کے درجے میں ہرگز نہ جائیں، چاہے  
 تعلیم میں ۲-۴ سال زیادہ لگ جائیں، تعلیمی ضروریات اور کتابوں کا ذخیرہ ضرور محفوظاً بہت وقت  
 اپنے پاس رکھیں، جنرل معلومات بھی حاصل کریں، اس کے لئے تعلیمیافتہ لوگوں سے ملے رہنا اور  
 مسلمان کتابوں کا مطالعہ مفید ہے، شروع شروع میں کتاب کا مطالعہ جہراً کریں تاکہ صحیح تلفظ  
 کا پتہ چلے، ساتھ ساتھ الفاظ کے صحیح تلفظ اور معانی معلوم کرنے میں روز بعض مرتبہ لوگوں  
 کے سامنے غلط بولنے پر غصہ پیش آتی ہے۔

(۱۱) کسی مدرسے میں مدرس بن جانے کے بعد شروع میں ابتدائی کتب سے تدریس شروع  
 کریں، اس سے استعداد بن جاتی ہے، بڑی کتابوں کی حرص نہ کریں، چھوٹی سے چھوٹی کتاب  
 بھی بلا مطالعہ پڑھائیں، سبق پر وقار اور پراعتماد انداز میں پڑھائیں، سبق کو آسان اور  
 دلچسپ انداز میں پڑھائیں، طلبہ کی استعداد اور نفسیات کا ضرور خیال رکھا جائے، ہنسی مذاق  
 بخش باتیں رعب ختم کر دیتی ہیں، طلبہ پر مؤثر نہیں، بار بار انتظامیہ سے ان کی شکایات  
 کی عادت انہیں دشمنی کا جذبہ پیدا کر دیتی ہے۔

(۱۲) مستند اہل علم کی کتابیں مطالعہ میں رکھیں، خوب مطالعہ کر کے پڑھائیں، سبق  
 حتی الامکان پابندی سے پڑھائیں، اور طلبہ کیلئے درس اور درس سے باہر اپنے اعلیٰ  
 اخلاق و کردار سے قابل تقلید بن کر رہیں، طلبہ کے سامنے اپنی مادی ضرورتوں، غربتوں اور  
 پریشانیوں کا کبھی تذکرہ نہ کریں اور اگر وہ اپنی ان دشواریوں کا تذکرہ کریں تو ان کو اللہ کی

طرف متوجہ ہونے، دعا کرنے، خدا پر بھروسہ کرنے اور صبر و تحمل کی تلقین کریں اور کہیں کہ اپنے مصائب سوائے خدا کے کسی اور کے سامنے بیان نہ کرو۔ یہ علماء کی شان ہے۔ خلاف ہے۔

(۱۲) سادگی، قناعت، کفایت شعاری بے غرضی، عدم حرص ان صفات کو اپنے اندر بھی پیدا کریں اور طلبہ کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں۔ اسٹاف میں سہارا کے لحاظ سے ہر ایک سے اچھا برتاؤ کریں، دلی محبت رکھیں، کسی سے بھی بدگمان نہ ہوں۔ کچھ کانوں کے زہینیں، بختس نہ کریں، ہر ایک سے حسن ظن رکھیں، تعلیٰ اور ترفع کا اظہار نہ کریں۔ کسی کا مذاق نہ اڑائیں، غیبت سے سخت پرہیز کریں، جوڑ توڑ کی گندی سیاست، اٹھک پٹھک اور شکوے شکایت اور انتقامیہ کے خلاف درس میں جملہ کتنا، عیب نکالنا، انکے خلاف بلاوجہ فضا بنانا، سازشیں کرنا، یہ سب باتیں پورے علماء و درگ کو بدنام کرنے کی باتیں ہیں، اس سے دنیا بھی بگڑتی ہے اور آخرت بھی برباد ہوتی ہے اگر کوئی عند اللہ مقبول ہوا تو اس کی بددعا ساری زندگی برباد کر دیگی۔ زیادہ سے زیادہ ملے لو کر کے طلبہ کو فائدہ کریں، اچھے علماء اور مددگار بنیں تیار کریں، یہ ہی اصل خدمت ہے، ملازمت کے ذہن کو ختم کر کے خدمت کی نیت رکھیں۔

(۱۳) اگر کسی دوسرے ملک میں خدمت کیلئے بجائیں تو وہاں امامت و تدریس کے علاوہ جن کا علم پخت ہے ان کو وہاں گئے ہوئے یا آباد مسلمانوں کو مغربی اور یورپی تہذیب اور اسلام مخالف خیالات سے بچانے کی کوشش کرنا چاہیے۔ ان کو وقت فوقتاً صحیح اسلامی تعلیم سے آگاہ کریں، مستند اور صحیح ٹریچر وہاں کی زبان میں تیار کر کے ان ملک پہنچائیں، ان سے رابطہ رکھیں، اس ملک میں اسلام مخالف جو تحریک چلے یا لٹریچر شائع ہو تو اس کی خسرانی سے لوگوں کو آگاہ کریں، اسکے جوابات دیں اور شائع بھی کرائیں، وہاں کی لائبریریوں میں



جہاں نوجوان جا کر مڑا لو کرتے ہیں اسلامی مستند لٹریچر پہونچانے کی کوشش کریں۔ وہاں کے ذرائع ابلاغ پر نگاہ رکھیں۔ اگر کوئی ایسی چیز نظر آئے جو لوگوں کے عقائد و اعمال کے لئے مفید ہے تو فوراً مسلمانوں کو اس کی معرفت بتلائیں، نیز اگر ممکن ہو تو نشر کرنے والے حکمرانے احتجاج بھی کریں، اسی کے ساتھ اپنا تعبدی پہلو مضبوط رکھیں۔ انابت الی اللہ، ذکر و شغل جاری رکھیں کہ اس کے بغیر کامیابی مشکل ہے، بے غرض اور مخلص خدام ہی لوگوں کے دلوں میں جگہ پاتے ہیں۔ اور اللہ کے محبوب بنتے ہیں۔ دوسروں کی اصلاح کرنے والوں کو اپنی اصلاح کی فکر پہلے کوئی چاہیے، تشدد اور سخت کلامی سے بچنا چاہیے اور اصلاح بتدریج ہوتی ہے اس کو نہ بھولنا چاہیے۔ ہر ملک کے لوگوں کی کچھ اپنی نفسیات ہوتی ہیں، اس بات کو اور وہاں کی دشواریوں کو سامنے رکھ کر ہی اصلاح کا طریقہ کار متعین کرنا چاہیے

(۱۴) رہنے پہنے، روزمرہ کی زندگی اور تمدنی ترقی سے پیدا شدہ زندگی کے اعلیٰ معیار نو قدیم معیار سے مقابلہ کر کے تنقید اور ملامت کا نشانہ نہ بنانا چاہیے، جب تک کوئی چیز ناجائز حد و میں داخل نہ ہو رہی ہو اس پر سخت گرفت بعض مرتبہ لوگوں کو دین سے دور کر دیتی ہے، جہاں تک خود شریعت میں گنجائش ہو وہاں تک نرم رویہ ہی اصلاح کے راستہ میں مفید ہوتا ہے۔

(۱۵) جس بستی کو اپنے کام کے لئے منتخب کریں وہاں ملازمت برائے ملازمت کی ذہنیت کو ختم کرتے ہوئے بستی کی جملہ فلاح و بہبودی سے دلچسپی رکھیں جہاں ان کو امامت تعلیم یا جس خدمت پر مامور ہیں اس کو محنت اور خلوص کیساتھ انجام دینا ہے وہیں عام آبادی کی دینی زندگی کے سدھار کیلئے بھی کام کرنا چاہیے، اگر وہ قرآن کا ترجمہ یا تفسیر بیان کرنے پر قادر ہوں تو کسی بھی نماز کے بعد جو وقت سب کے مشورے سے طے ہو تو تھوڑی تفسیر بیان کریں یا مسائل کی تعلیم جاری کریں، کام اس طرح شروع کریں کہ کسی پر کوئی بوجھ نہ ہو ان

کاموں میں اس بات کا بھی لحاظ کریں کہ جو پہلے سے قدیم مدرس وہاں خدمات انجام دے رہے ہیں، ان سے کوئی رقابت کھڑی نہ ہو۔ ہر وقت انکو اپنے ساتھ ملائے رکھیں اور خود کام کریں مگر منسوب انکی طرف کریں کہ ان کی توجہ اور دماغ ہم سب کا کام کر رہے ہیں تاکہ جو مدرس کام میں دلچسپی نہیں رکھتے وہ کم از کم مخالفت سے باز رہیں۔

(۱۶) جس گاؤں میں کام کریں وہاں کی آبادی سے مختلف اوقات میں ہنگامی بندہ سے کے ذریعہ وہاں کے نوجوان اور بوڑھے طبقے کی استعداد کے مطابق مقامی زبان میں خالص دینی، مذہبی، اخلاقی، اصلاحی مستند کتابوں کا ذخیرہ آہستہ آہستہ مہیا کریں، ہر سال ایک مختصر سی رقم کی کتابیں ضرور خریدیں، اس طرح چند سال میں ایک اچھا خاصہ ذخیرہ ہو جائے گا، اس کیساتھ ساتھ پڑھنے اور مطالعہ کی بھی ترغیب دیتے رہیں۔ خود یا مقررہ کردہ کسی نوجوان سے روزانہ کسی وقت اس چھوٹے سے دارالمطالعہ سے تقسیم کتب کا کام جاری رکھیں اور سال میں ایک مرتبہ دارالمطالعہ کا کوئی بھی جلسہ بھی منعقد کیا کریں تاکہ مطالعہ کرنے والے نوجوان اپنے خیالات کا اظہار بھی کر سکیں اور انکی حوصلہ افزائی بھی ہو اور اس بہانے مطالعہ کی رفتاری بھی بڑھتی رہے۔

(۱۷) اسی کیساتھ اس ہستی میں اس بات کا بھی خیال کریں کہ مقامی آبادی کے غریب، یتیم، بیوہ افراد کیلئے اہل خیر حضرات کو توجہ دلا کر ایک فنڈ مہیا کریں، جن سے سماج کے ان کمزور افراد کی مدد بھی ہو سکے اور پیسہ اپنے صحیح مصرف میں خرچ ہو۔

(۱۸) یہ بھی کوشش جاری رکھنا چاہیے کہ گاؤں کے جو بچے ذہین ہوں اور مکتب کی تعلیم کے بعد کسی دارالمعلوم میں تعلیم مکمل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں ان کی مناسب رہبری کریں، ان کے داخلہ کی کوشش کریں ان کا حوصلہ بڑھائیں مالی مشکلات کے حل کی بھی تدبیر سوچیں، اس طرح اگر گاؤں کے کچھ بچے دنیاوی تعلیم کی اچھی صلاحیت رکھتے ہوں تو ان کو دنیاوی تعلیم میں بھی ترقی کیلئے مشورہ دیں۔



(۱۹) گاؤں میں موجود کلج یا ہائی سکول کے طلبہ سے جوڑ پیدا کریں، ہفتہ میں ایجب اسٹار آوار یا کسی چھٹی کے دن ان کے ساتھ کچھ وقت بیٹھکر ان کو اسلامیات کی بنیادی باتوں سے آگاہ کریں، ہو سکے تو سب ملکر ایک شب ایک ساتھ کھانا کھائیں اور کچھ دیر دین کی باتیں ہوں تو آپس میں بھی انیسیت پیدا ہوگی اور دین کی دعوت و تبلیغ میں بھی سہولت ہوگی۔

(۲۰) شادی اور غمی کے موقع پر شرکت کر کے اس وقت کے مناسب دین کی ان باتوں کو جو اس وقت کے مناسب ہوں حسن اسلوبی کے ساتھ بیان کریں، شدت کبھی اختیار نہ کریں اعتدال اور موقع شناسی سے کام لیں اصلاح کا کام جاری رکھیں۔

(۲۱) مالیات سے تعلق رکھنے والا ہر معاملہ مقامی آبادی کے مانت دار افراد سے متعلق کریں اور خود کبھی بھی مالیات پر عادی ہرنیکی کوشش نہ کریں۔

(۲۲) گاؤں کے بوڑھے اور پرانے لوگوں کی عزت کریں اور ان کو ہر معاملہ میں آگے بڑھائیں اور اور ان میں موجود غریبوں کو ایسے ڈھنگ سے تنہائی میں سمجھادیں کہ ان کی بے عاقبتی بھی نہ ہو اور ان کی طرف سے بدگمانی کا بھی موقع نہ مل سکے۔

(۲۳) سکتب کے بچوں میں صاف صفائی اور وقت کی پابندی اور سچ بولنے کی عادت ڈالیں، بچوں کو اجتماعی طور پر حمد و نعت اور کلموں کی روزانہ مشق کرائیں نیز روزنامہ کی چھوٹی چھوٹی دعائیں یاد کرائیں، سلام و ملاقات کے آداب سکھائیں، بچوں کی نفسیات کو سمجھ کر تعلیم دینے کی کوشش کریں، جس سبق کو پڑھنا ہے پہلے سوچیں کہ اس مسئلہ کو کیسے سمجھائیں کہ جلد سمجھ میں آ سکے، کوئی لفظ سمجھ میں نہ آئے تو اپنے اساتذہ سے معلوم کرنے میں شرم محسوس نہ کریں۔

(۲۴) عورتوں میں دینی کام شروع کرائیں اور زیادہ تر توجہ مسائل پر دیں تاکہ روزمرہ کے وہ مسئلے جنہیں نہ جاننے سے ان کی عبادت پر اثر پڑتا ہے سامنے آجائیں، ایسا نظام بنائیں کہ ہفتہ میں ایک بار اپنے مجمع میں خود عورتیں ہی کسی مستند کتاب سے استفادہ کر سکیں۔

۲۵۔ اگر چند علماء مدرسہ میں ہوں تو انہیں پیار و محبت سے رہیں کہ دیکھنے والے سمجھیں کہ یہ سب ایک ہی برادری کے افراد ہیں، اگر کبھی کچھ شکر بخشی ہو جائے تو اسکو جلد ختم کر لیں، علوم میں ایک دوسرے کے منافک اٹھائے بازی نہ کریں، اپنی اخلاقی حالت ایسی رکھیں جس سے کسی شخص کو علماء کو اکابر کو بدنام کرنے کا موقع نہ ملے۔

(۲۶) ملازمت کے زمانہ میں پارٹی بازی یا گاؤں کی اٹھاؤ پنک کی سیاست سے دور رہیں اور اپنے علمی و عالمانہ وقار کو ہر وقت ملحوظ رکھیں۔ بے قصد مجاہد میں فراغت کے اوقات میں بھی نہ بیٹھیں، لوگوں کے ذاتی جھگڑوں سے دور رہیں، گھروں میں آنے جانے اور غلط قسم کے اختلاط سے پرہیز کریں

(۲۷) اوقات ملازمت کی پابندی کریں، نماز وغیرہ فرائض کو ایسی پابندی سے ادا کریں کہ لوگوں کیلئے نمونہ بن جائیں۔ مدرسین کے ساتھ میل جول، محبت اور فراخ دلی کے ساتھ رہیں۔ اپنی برتری دکھانے اور دوسرے کو حقیر اور کم علم سمجھنے سے احتراز کریں۔

(۲۸) علماء کو چاہیے کہ موجودہ دور کے کسی بھی برگزیدہ شیخ سے راہ و رسم رکھیں اور اگر بیعت ہو جائیں تو بہتر ہے اور جو وظائف وغیرہ بتلائیں ان کا ورور رکھیں۔ تصوف سے متعلق کتب اکابر کے ملفوظات اور ان کی سوانح حیات کا مطالعہ کریں تاکہ معلوم ہو کہ ہمارے اکابر نے صلاح و اصلاح کے سلسلہ میں کیا کیا خدمات کی ہیں اور کتنی مشقتیں برداشت کی ہیں۔

(۲۹) کسی بھی کتاب کا مطالعہ کرنے سے پہلے اس کے مستند ہونیکے بارے میں معلوم کر لینا ضروری ہے۔ ورنہ بعض تصانیف آدمی کو راستہ سے ہٹا دیتی ہیں، اسی لئے کسی دوسرے فرقہ کے عقائد و اعمال سے متعلق کتب بینی سے بھی پرہیز کریں لیکن اگر تردید وغیرہ کے خیال سے پڑھنا ضروری سمجھیں تو اپنے اساتذہ سے اس سلسلہ میں مشورہ کرتے رہیں۔ مقابلہ، مناظرہ اور مجادلہ سے پرہیز کریں۔ اور اگر موقع ہی آجائے تو اپنے بڑوں کی طرف



رجوع کر کے ان کے مشوروں پر عمل کریں۔

(۳۰) چند خطبے جو مفید اور مختصر ہوں عربی میں زبانی یاد کر لیں اور جمعہ میں زبانی خطبہ دینے کی عادت ڈالیں۔

(۳۱) نیز اس بات کی پابندی کریں کہ اپنی بستی میں ہر ماہ اس ماہ کے متعلق معمولات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بیان دیا کریں تاکہ اس ماہ میں جو اعمال مستحسن ہیں وہ لوگوں کو معلوم ہو جائیں اس طرح وہ اس ماہ کی بدعات سے بچ سکیں گے اس کے لئے ”معمولات نبوی“ ثابت بالسنة کا مطالعہ مفید ہو سکتا ہے۔

(۳۲) مکاتب کے مدیرین کو چاہیے کہ مکتب کے چھوٹے بچوں کو قرأت، مکالمے اور مختصر سی تقریریں انتخاب کر کے یاد کرائیں تاکہ وقت فوقتاً جلسوں میں وہ سنا سکیں اس سے دوسروں کا بھی حوصلہ بڑھے گا اور بچوں کے والدین کے لئے بھی خوشی کا سبب ہوگا۔

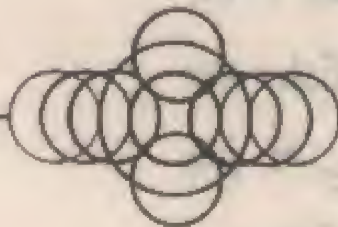
(۳۳) روزمرہ کام اتنے والی کسی آیت یا حدیث کا ترجمہ یا آداب کے سلسلہ کی کوئی بات یا کسی بزرگ کا ملفوظ مسجد کے تحت پر روزانہ یا ہر جمعہ کو یا ہفتہ میں کسی دن رکھنے کا معمول بنائیں یہ بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ ہے۔

(۳۴) جن حضرات کو اللہ تعالیٰ نے کچھ تصنیف و تالیف کی صلاحیت عنایت کی ہو وہ اس سلسلہ میں ضرور کوشش کریں۔



## قوم کی ذمہ داری :

امت کو سمجھنا چاہیے کہ دین کا صحیح علم رکھنے والی علماء کی یہ جماعت جو مدارس دینیہ میں رہ کر عقائد و اعمال کو شریعت کے اصل ماخذ سے حاصل کر کے ہمارے پاس آئی ہے بڑی ہی قیمتی اور قابل قدر ہے۔ دینی رہبری و قیادت کا کام ہمیں انہیں سے لینا ہے یہی ہمارے عقائد و اعمال کی صحیح اصلاح کر سکے ہیں ان کے مقابلے میں ادھورے ناقص اور شریعت سے ناواقف ائمہ و مدرسین اگرچہ بڑی جلدی اور سستے طور پر فراہم ہو جاتے ہیں مگر حقیقتاً وہ قیادت تو درکنار دین کی صحیح معلومات فراہم کرنے سے بھی قاصر ہیں انکی رہبری میں ہونے والی اذانیں نمازیں اور پھول کی تعلیم ناقص ہی نہیں بلکہ بعض اوقات اس کی صحت بھی مخدوش ہو جاتی ہے اور ان کی زیر تربیت تیار ہونے والی نئی نسل دین کی اس صحیح تعلیم سے محروم رہتی ہے۔ جسکے لئے مکاتب و مدارس کا وجود عمل میں آیا ہے۔





وہ منتخب کتب جن کا ایسے علماء کرام کے پاس  
رہنا ضروری تھے جو کسی دارالعلوم  
میں تدریسی خدمات انجام دیتے ہوں ۶۶

- |  |                                |
|--|--------------------------------|
| (۱۱) بیان القرآن                         | (۱۱۷) عمدة الفقہ مکمل          |
| (۱۲) تفسیر ابن کثیرؒ                     | (۱۱۸) سیرۃ ابن ہشامؒ           |
| (۱۳) لغات القرآن مکمل یا مفرد امام راغبؒ | (۱۱۹) سیرۃ النبی مکمل          |
| (۱۴) مقدمہ تفسیر حقائقؒ                  | (۱۲۰) الانتبہات المفیدۃ        |
| (۱۵) اصول تفسیر                          | (۱۲۱) النکشف                   |
| (۱۶) تدوین قرآن                          | (۱۲۲) شریعت و تصوف مکمل        |
| (۱۷) علوم القرآن                         | (۱۲۳) فتح القدر                |
| (۱۸) قصص القرآن مکمل                     | (۱۲۴) علماء ہند کا شماراماضی   |
| (۱۹) ترجمان السنۃ مکمل                   | (۱۲۵) حصن حصین                 |
| (۲۰) بذل الجہود مکمل                     | (۱۲۶) الاتقان فی علوم القرآن   |
| (۲۱) فیض الباری مکمل                     | (۱۲۷) ما ثبت بالسنتہ           |
| (۲۲) فتح الملہم مکمل                     | (۱۲۸) مدارج النبوة             |
| (۲۳) لغات الحدیث مکمل                    | (۱۲۹) احیاء العلوم             |
| (۲۴) تدوین حدیث                          | (۱۳۰) الاعتدال فی مراتب الرجال |
| (۲۵) شامی                                | (۱۳۱) راہ سنت                  |
| (۲۶) مفید الوارثین                       | (۱۳۲) اسلامی مذاہب             |

- (۳۳) اختلاف امت و صراطِ مستقیم ۲ حصہ
- (۳۴) القاموس الجدید
- (۳۵) فیروز اللغات کلاں
- (۳۶) آلاتِ جدیدہ کے شرعی احکام
- (۳۷) معاشرتی مسائل
- (۳۸) مسائلِ جدیدہ کے فقہی احکام
- (۳۹) لطائفِ علمیہ
- (۴۰) سیرۃ سید احمد شہیدؒ
- (۴۱) علمِ جدید کا چیلنج
- (۴۲) پرانے چراغِ مکمل
- (۴۳) ارکانِ اربعہ
- (۴۴) ماتر و مسارف
- (۴۵) خطباتِ مدارس
- (۴۶) حکیم الامتؒ
- (۴۷) مواعظِ دعوت و عہدیت
- (۴۸) اشرف الجواب
- (۴۹) المصالح العقلیہ والنقلیہ
- (۵۰) مسدسِ عالی
- (۵۱) مسلمانوں کا عروج و زوال (از مولانا علی میاں صاحب مدظلہ)
- (۵۲) مسلمانوں کا نظامِ تعلیم و تربیت
- (۵۳) فتاویٰ دارالعلوم
- (۵۴) فتاویٰ رحیمیہ
- (۵۵) الفاروق
- (۵۶) مولانا الیاس اور انکی دینی دعوت
- (۵۷) جواہر الفقہ مکمل
- (۵۸) مجالس الابرار
- (۵۹) اصح السیر
- (۶۰) صحابیات
- (۶۱) فتاویٰ دارالسلام
- (۶۲) دنیا کا اٹیلز
- نیز مفید و گہرا د اور علمی ماہنامے
- دیگرہ زیرِ ملاحظہ رکھئے چاہئیں۔



مکاتب میں تدریس، مساجد میں امامت یا عوام میں تبلیغی خدمات انجام دینے والے  
فضلاء کرام کے لئے منتخب کتابیں جو ایک عالم اور تعلیم یافتہ شخص کے پاس موجود رہنا  
فائدہ سے خالی نہیں۔

- |                          |                              |
|--------------------------|------------------------------|
| (۱۸) تسبیح التجوید       | (۱) معارف القرآن مکمل        |
| (۱۹) اصلاح الرسوم        | (۲) معارف الحدیث مکمل        |
| (۲۰) افلاط العوام        | (۳) بہشتی زیور مکمل مدلل     |
| (۲۱) حیات المسلمین       | (۴) حیاۃ الصحابہ مکمل        |
| (۲۲) جنت کی کنجی         | (۵) فضائل صدقات مکمل         |
| (۲۳) روزخ کا کھٹکا       | (۶) فیروز اللغات کلاں        |
| (۲۴) عقائد علماء دیوبند  | (۷) مواعظ حضرت تھانویؒ       |
| (۲۵) آپ تقریر کیسے کریں؟ | (۸) خطبات موعظت              |
| (۲۶) مسائل سجدہ سہو      | (۹) فتاویٰ دارالعلوم مکمل    |
| (۲۷) تبلیغ دین محشی      | (۱۰) فتاویٰ رحیمیہ مکمل      |
| (۲۸) نیکی کا موسم        | (۱۱) فضائل اعمال کا مکمل سیٹ |
| (۲۹) بدعت کیلے؟          | (۱۲) دین و شریعت             |
| (۳۰) برکات رمضان         | (۱۳) تاریخ الاسلام           |
| (۳۱) مسائل تراویح        | (۱۴) تاریخ ہند               |
| (۳۲) مسائل اعتکاف        | (۱۵) ہفت اختر                |
| (۳۳) مسنون دعائیں        | (۱۶) اعمال قرآنی             |
| (۳۴) اسماء حسنی          | (۱۷) طریقہ تعلیم             |

- |                              |                            |
|------------------------------|----------------------------|
| (۳۵) معمولات نبوی            | (۳۱) احکام مساجد           |
| (۳۶) خصائل نبوی              | (۳۲) بہشتی شہر دوسے        |
| (۳۷) ارمغانِ نعت             | (۳۳) سو بڑے آدمی           |
| (۳۸) ترجمہ شیخ الہند         | (۳۴) بیس بڑے مسلمان        |
| (۳۹) خطبات حکیم الاسلام مکمل | (۳۵) دینی مکالمے اول / دوم |
| (۴۰) اسلام کیلئے؟            | (۳۶) آپ کیسے پڑھائیں؟      |

اس کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کے پرچے اور بچوں کے کام  
لے والی چیزیں پڑھتے رہنا چاہیے۔





## بعضی پندریہ مصنفین ہنگی ہر کتاب مستند و مفید ہے

- |   |  |
|---|--|
| (۱) حضرت شاہ ولی اللہؒ                      | (۲) حضرت شاہ عبدالعزیزؒ                      |
| (۳) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ | (۴) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ           |
| (۵) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ                 | (۶) مولانا مناظر احسن گیلانیؒ                |
| (۷) حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ   | (۸) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ         |
| (۹) مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ            | (۱۰) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ |
| (۱۱) حضرت مولانا غیل احمد سہارنپوریؒ        | (۱۲) علامہ انور شاہ کشمیریؒ                  |
| (۱۳) مولانا یوسف بنوریؒ                     | (۱۴) مولانا سرفراز خان صفدرؒ                 |
| (۱۵) مولانا علی میاں صاحبؒ                  | (۱۶) مولانا محمد منظور نعمانیؒ               |
| (۱۷) مولانا محمد تقی عثمانیؒ                | (۱۸) مولانا مجاہد الاسلامؒ                   |
| (۱۹) مولانا مقبول احمد سیوہاریؒ             | (۲۰) مولانا حفظ الرحمن صاحبؒ                 |
| (۲۱) مولانا محمد میاں صاحبؒ                 | (۲۲) مفتی محمود صاحب مدظلہؒ                  |
| (۲۳) مفتی ظفیر الدین صاحب مدظلہؒ            |  |
| (۲۴) قاضی الطہر مبارکپوریؒ                  |  |

# نعت شریف

جنابِ طرفہ قریشی

<p>آتی ہے بوئے زلفِ سیمبر کبھی کبھی          بگڑی ہوئی حیات کے تیور کبھی کبھی          آئینہ جمالِ پیمبر کبھی کبھی          کرتے ہیں یادِ شائعِ بخشش کبھی کبھی          دیکھیں وہ جل کے روضہِ اطہر کبھی کبھی          دیکھوں بہارِ گنبدِ انحضرت کبھی کبھی          دیکھیں ادھر بھی ساقی کو شر کبھی کبھی</p>	<p>کرتا ہوں وصفِ گیسوِ اطہر کبھی کبھی          سیدے کئے ہیں انجی توجہ کے فیض نے          یارب ہمارے دل پہ بھی عکسِ انگن کے          کیوں پتی مغفرت کا یقین بھکوز ہو مولا          سیرِ فضائے عرش کی ہو جن کو آرزو          اللہ میرا بل غمتِ بہار ہے          ہو جائے دُور کاش مری تشنگی شوق</p>
---	--

خویریں کہیں گی خلدِ بین طرہ کو دیکھ کر  
 بکھتے تھے یہ بھی نعتِ سیمبر کبھی کبھی





# بِحْضُورِ سَيِّدِ الْاَنَامِ عَلَیْهِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ

از زائرِ حرم: حضرت حمید صیدِ لکھنوی

تویدِ لطف و کرمِ سُنکے خاصِ عام چلے  
 حضورِ ساقی کو نہیں ترشہ کام چلے  
 نظرِ نظر کو بنائے ہوئے پیام چلے  
 جلو میں لیکے مُرادوں کا آردِ ہام چلے  
 ز فرق تا بقدم سیرِ خوشی و مدِ ہوشی  
 کبھی کمالِ ادب سے قدم اٹھانے کے  
 نہ ترک سکے کسی عالم میں عازنانِ حرم  
 سرور و کیفِ تصور میں کھوئے کھوئے  
 جو ملتی تھی نسیمِ کرم تھے مدت سے  
 کشاکشِ غمِ دُور ایں ہو کے بے پروا  
 جنہیں صنمِ کدہ دہریں اماں نہ ملی  
 رہ طلب کے منزے کچھ وہی اٹھائے  
 وہ اہلِ دل کا یکے بعد دیگرے بڑھنا  
 حبیبِ پاک کے روضہ کی بجائیو کھڑے  
 پئے سلامِ مواجہ کی رسمت یوں بڑھنا  
 دیارِ پاکِ حبیبِ خدا میں لازم ہے

کشاں کشاں بدرِ رحمتِ تمام چلے  
 بقیضِ شوقِ مطلبِ سیکرہ بجمام چلے  
 نفسِ نفس ہیں لئے ہدیہِ سیلام چلے  
 عجیبِ شان سے سرکار کے غلام چلے  
 نسیمِ صبح کے مازند خوش خرام چلے  
 کبھی و فورِ محبت میں تیز گام چلے  
 سحر کے وقت چلے کچھ قریبِ شام چلے  
 خرابِ حالِ حضورِ شرہِ انا م چلے  
 وہ لیکے خود دل پر شوق کا پیام چلے  
 لئے ہوئے طلبِ حیاتِ دوام چلے  
 وہ جانبِ حرمِ سیدِ الکرام چلے  
 جو منزلوں پہ بھی کرتے ہوئے قیام چلے  
 کہ جیسے بادِ عرفان کا دورِ جاں چلے  
 دلوں میں لیکے تمنائے استلام چلے  
 کہ جیسے بادِ بہاری سبکِ خرام چلے  
 قدم قدم بقدم آداب و احترام چلے

حمید صید ہے اُن رہرواںِ طلبِ بہ کی  
 جو لوٹے کو بہارِ مہِ صیام چلے